کیا ہمیں مولا علی کے جنگ صفین والے مخالفین پر کوئی تنقید کرنے کا حق نہیں؟

کیونکہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے

"صلح حسن"

کر کے اہلِ صفین سے اپنی ساری رنجشیں دور کر دی تھیں؟

ایک واقعہ نے ساری حقیقت کھول دی۔

از:

مجاہد اقبال الحسینی

یہ اس شخص کا رد ہے جو یہ کہتا ہے کہ سیدنا حسن علیہ السلام معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرنے کے بعد سب کچھ بھول چکے تھے اور اب ان کا اہل صفین پر کوئی اعتراض نہ تھا۔

آج ہم ثابت کریں گے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ مولا علی علیہ السلام کے مخالفین کو اللہ کی نافرمانی کرنے والا سمجھتے تھے اور صلح کے بعد بھی کچھ نہیں بھولے تھے، کیونکہ صلح امت کا خون بچانے کے لیے تھی (جیسا کہ ہم نے "صلح حسن" والی post میں ثابت کیا)۔

كشف الأستار

عن زوائد البزار

على الكتب الستة

تأليف

الحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي

٧٣٥ - ٨٠٧ هـ

تحقيق

المحدث الكبير العلامة الشيخ

حبيب الرحمن الأعظمي

الجزء الثالث

مؤسسة الرسالة

٢٦٣٢ ـ حدّثنا عباد بن يَعقوب الكوفي ، ثنا علي بن هاشِم بن البَريد ، ثنا أبي ، عن إسماعيل بن رجاء ، عن أبيه قال : كنتُ جالساً بالمدينةِ في مسجدِ الرَّسول صلى الله عليه وسلم ، في حلقة فيها أبو سعيد وعبدُ الله بن عَمرو ، فمرّ الحسنُ بن علي ، فسلَّم فردّ عليه القَوم ، وسكتَ عبد الله بن عَمرو ثم اتبعه ، فقال : وعليك السَّلام ورحمةُ الله ، ثم قال : هٰذا أحبّ أهلِ الأرضِ إلى أهلِ السَّماء . واللهِ ما كلَّمته منذ ليالي صفّين ، فقال أبو سَعيد : ألا تنطلق إليه ، فتعتذر إليه[1] ، قال : نعم ، قال : فقام ، فدخل أبو سعيد ، فاستأذَنَ ، فأذِن له ،

ثم استأذَن لعبد الله بن عمرو ، فدخل ، فقال أبو سعيد لعبد الله بن عمرو : حدثنا بالذي حدثتنا به حيث مَرّ الحسن ، فقال : نعم ، أنا أحدِّثكم به ، إنه أحب أهلِ الأرضِ إلى أهل السَّماء ، قال : فقال له الحسن : إذا علمت أني أحبُّ أهلِ الأرضِ إلى أهلِ السَّماء ، لَمَ قاتَلْتَنا ؟ أو كثرت يوم صفين ؟ فقال : أما وإني والله ما كثرتُ لهم سواداً ولا ضربتُ معهم بسَيف ، ولكني حضرتُ مع أبي ـ أو كلمة نحوها ـ قال : أما علمت أنه لا طاعةَ لمخلوقٍ في معصيةِ الله[1] ؟ قال : بلى ، ولكني كنتُ أسرد الصَّوم على عهدِ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم ، فشكاني أبي إلى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فقال : يا رسول الله : إن عبد الله بن عمرو يَصومُ النَّهار ويقومُ اللَّيل ، قال : صُمْ وأفطِر ، وكُلْ ونَمْ ، فإني أنا أصلي وأنام ، وأصومُ وأفْطِر ، قال لي : يا عبدَ الله : أطِع أباك ، فخرجَ يوم صِفين وخرجتُ معه .

---

(١) كذا في الزوائد ، وفي رواية : في معصية الخالق وفي الأصل (في معصية) بحذف المضاف إليه .

٢٦٣٢ قال الهيثمي : رواه البزار ، ورجاله رجال الصحيح ، غير هاشم بن البريد ، وهو ثقة (١٧٧/٩) .

رجاء فرماتے ہیں: میں مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا، جس میں ابو سعید اور عبداللہ بن عمرو بھی موجود تھے۔ اتنے میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما وہاں سے گزرے۔ انہوں نے سلام کیا، تو مجلس میں موجود لوگوں نے ان کے سلام کا جواب دیا، لیکن عبداللہ بن عمرو خاموش رہے۔ پھر جب حسن آگے گزر گئے تو عبداللہ بن عمرو نے ان کا پیچھا کیا اور کہا: آپ پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔ پھر انہوں نے کہا: یہ زمین والوں میں آسمان والوں کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب شخص ہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے صفین کی راتوں کے بعد ان سے بات نہیں کی۔ ابو سعید نے کہا: کیا آپ ان کے پاس جا کر ان سے معذرت نہیں کر لیتے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ چنانچہ وہ اٹھے۔ ابو سعید اندر گئے اور اجازت طلب کی، انہیں اجازت مل گئی۔ پھر انہوں نے عبداللہ بن عمرو کے لیے بھی اجازت طلب کی، تو وہ بھی اندر داخل ہو گئے۔ ابو سعید نے عبداللہ بن عمرو سے کہا: جب حسن یہاں سے گزرے تھے تو آپ نے ہمیں جو بات بتائی تھی، وہ دوبارہ بیان کریں۔ انہوں نے کہا: ہاں، میں تمہیں بتاتا ہوں: وہ زمین والوں میں آسمان والوں کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حسن نے ان سے فرمایا: جب آپ جانتے ہیں کہ میں زمین والوں میں آسمان والوں کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں، تو پھر آپ نے صفین کے دن ہمارے خلاف قتال کیوں کیا، یا وہاں اپنی تعداد کیوں بڑھائی؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! نہ میں نے ان کی تعداد بڑھانے میں کوئی کردار ادا کیا اور نہ ہی ان کے ساتھ تلوار سے لڑا، لیکن میں اپنے والد کے ساتھ وہاں موجود تھا، یا اسی کے قریب کوئی بات کہی۔ حسن نے فرمایا: کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کی جا سکتی؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مسلسل روزے رکھا کرتا تھا۔ میرے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میری شکایت کی اور کہا: یا رسول اللہ! عبداللہ بن عمرو دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر قیام کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روزہ رکھو اور افطار بھی کرو، نماز پڑھو اور سوؤ؛ کیونکہ میں بھی نماز پڑھتا ہوں، سوتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں اور افطار کرتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عبداللہ! اپنے والد کی اطاعت کرو۔ چنانچہ صفین کے دن میرے والد نکلے تو میں بھی ان کے ساتھ نکل گیا۔ [کشف الأستار عن زوائد البزار، ج 3، ص 228 - 229، رقم 2632، وسندہ حسن]

تخریج:

اسے صرف حافظ بزار نے روایت کیا ہے اور ان سے امام ھیثمی نے نقل کیا ہے کشف الأستار عن زوائد البزار(ج 3، ص 228 - 229، رقم 2632) میں۔

الحکم علیہ:

اس کی سند "**حسن لذاتہ**" ہے، تمام راوی ثقہ و صدوق ہیں۔

أقوال العلماء:

امام ابن ابی بکر الھیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اسے بزار نے روایت کیا ہے، اور اس کے تمام راوی صحیح کی رجال میں سے ہیں، سوائے ہاشم بن برید کے، اور وہ بھی ثقہ ہے۔

[مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج 9، ص 202 - 203، رقم 15044]

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس کے راوی کوفی ہیں، اور ان سب کی نسبت تشیع کی طرف کی گئی ہے، لیکن وہ حدیث کے اعتبار سے بالکل ثقہ ہیں۔ ان میں سے کسی ایک پر بھی جھوٹ بولنے کا الزام نہیں لگایا گیا۔

[مختصر زوائد مسند البزار علی الکتب الستۃ ومسند أحمد، للحافظ ابن حجر العسقلاني، ج 2، ص 336 - 337، رقم 1971]

مجمع الزوائد
ومنبع الفوائد

تأليف

الحافظ نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان
الهيثمي المصري
المتوفى سنة ٨٠٧ هـ

تحقيق

محمد عبد القادر أحمد عطا

الجزء التاسع

المحتوى :

كتاب المناقب

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

١٥٠٤٤ - وَعَنْ رجاء بن ربيعة، قَالَ: كُنْت جالسًا بالمدينة فِي مسجد الرسول ﷺ فِي حلقة فيها أَبُو سعيد، وعبد اللَّه بن عمرو، فمر الحسن بن عَلى، فسلم فرد عَلَيْهِ القوم، وسكت عبد اللَّه بن عمرو ثُمَّ اتبعه، فَقَالَ: وعليك السَّلام ورحمة اللَّه، ثُمَّ قَالَ: هَذَا أحب أَهْل الأَرْض إِلَى أَهْل السَّمَاء، والله مَا كلمته منذ ليال صفين، فَقَالَ أَبُو سعيد: ألا تنطلق إليه فتعتذر إليه؟ قَالَ: نعم، فقام فدخل أَبُو سعيد فاستأذن فأذن لَهُ، ثُمَّ استأذن لعبد اللَّه بن عمرو فدخل، فَقَالَ أَبُو سعيد لعبد اللَّه بن عمرو: حدثنا بالذى حدثتنا بِهِ حيث مر الحسن، فَقَالَ: نعم أنا أحدثكم إنه أحب أَهْل الأَرْض إِلَى أَهْل السَّمَاء، قَالَ: فَقَالَ لَهُ الحسن: إذ علمت أنى أحب أَهْل الأَرْض إِلَى أَهْل السَّمَاء، فلم قاتلتنا أَوْ كثرت يَوْم صفين؟ قَالَ: أما إِنِّى والله مَا كثرت سوادًا، ولا ضربت مَعَهُمْ بسيف، ولكنى حضرت مَعَ أَبِى، أَوْ كلمة نحوها، قَالَ: أما علمت أنه لا طاعة لمخلوق فِي معصية اللَّه؟ قَالَ: بلى، ولكنى كُنْت أسرد الصوم عَلى عهد رَسُول اللَّه ﷺ، فشكانى أَبِى إِلَى رَسُول اللَّه ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُول اللَّه، إن عبد اللَّه بن عمرو يصوم النهار ويقوم الليل، قَالَ: «صم وأفطر وصل ونم، فإنى أنا أصلى وأنام، وأصوم وأفطر»،

---

(١) أخرجه الطبرانى فى الكبير برقم (٢٥٨٥).

(٢) أخرجه الطبرانى فى الكبير برقم (٢٥٨١).

(٣) أخرجه الطبرانى فى الأوسط برقم (١٩٧٠).

قَالَ لى: «يا عبد اللَّه أطع أباك»، فخرج يَوْم صفين وخرجت معه[١].

رواه البزار، ورجاله رجال الصحيح، غير هاشم بن البريد، وَهُوَ ثقة. قُلْتُ: وتأتى لَهُ طريق فِي فضل الحسين أَيْضًا.

١٥٠٤٥ - وَعَنْ عمير بن إسحاق، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ لَقِيَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ، فَقَالَ: اكْشِفْ لِي عَنْ بَطْنِكَ حَيْثُ رَأَيْتُ رَسُول اللَّهِ ﷺ يُقَبِّلُ مِنْهُ، فَكَشَفَ لَهُ عَنْ بَطْنِهِ فَقَبَّلَهُ[٢].

١٥٠٤٦ - وَفِي رِوَايَةٍ: فَقَبَّلَ سُرَّتَهُ[٣].

رواه أحمد، والطبرانى، إلا أنه قَالَ: فكشف عَنْ بطنه، ووضع يده عَلى سرته، ورجالهما رجال الصحيح، غير عمير بن إسحاق، وَهُوَ ثقة.

مُختَصَر زَوائِد مُسنَد البزّار

على

الكتُب السِتّة ومُسْنَد أحْمَد

للحافظ

شهاب الدين أبي الفضل بن حجر العسقلاني

المتوفى ٨٥٢هـ

رحمه الله تعالى

تحقيق وتقديم

صبري بن عبد الخالق أبو ذرّ

المجلّد الثّاني

مؤسسة الكتب الثقافية

[١٩٧١] حَدَّثَنَا عبَّادُ بنُ يعقوبَ الكوفيُّ، ثنا عليُّ بن هاشمِ بنِ البَرِيدِ، ثنا أَبِي، عن إسماعيلَ بنِ رجاءٍ، عن أبيهِ قالَ: كُنتُ جالِساً بالمدينةِ في مسجدِ الرسولِ ﷺ في حلقةٍ فيها أبو سعيد وعبدُ اللَّهِ بنُ عَمرٍو، فمرَّ الحسنُ بنُ عليٍّ، فسلَّمَ، فردَّ عَلَيه القومُ، وسكَتَ عبدُ اللَّهِ بنُ عَمرٍو، ثم اتبعه [فقال] وعَلَيك السلامُ ورحمةُ اللَّهِ.

ثم قالَ: هَذَا أحبُّ أهلِ الأرضِ إلى أهلِ السَّماءِ، واللَّهِ ما كلَّمتُهُ منذ ليالي صفِّين، فقالَ أبو سعيدٍ: ألا تنطلقُ إليه فتعتذرُ إليه؟ قالَ: نَعم، قالَ: فقام(١) أبو سعيد واستأذن، فأذِنَ لَهُ فدخلَ، ثم استأذنَ لعبدِ اللَّهِ بنِ عَمرٍو، فدخلَ، فقال أبو سعيد لعبدِ اللَّهِ بنِ عَمرٍو: حدِّثنا بالذي حدثتنا بِهِ حيث مرَّ الحسنُ، فقالَ: نَعم، أنا أحدِّثكم به: إنَّه أحبُّ أهلِ الأرضِ إلى أهلِ السَّماءِ، قالَ: فقال له الحسنُ: إذا علمتَ أنِّي أحبُّ أهلِ الأرضِ إلى أهلِ السماءِ، فلِمَ(٢) قاتَلْتَنَا؟ ـ أو ـ كثَّرت(٣) يومَ صفِّين؟ فقالَ: أما إنـي {٣٧٤/ أ ـ ب} واللَّهِ ما كثَّرتُ لهم سَوَاداً، ولا ضربتُ مَعَهم بسيفٍ، ولكنِّي حضرتُ مَعَ أبي ـ أو كلمةً نَحوها ـ قالَ: أما علمتَ أنَّه

[١٩٧١] كشف (٢٦٣٢) مجمع (٩/١٧٦ ـ ١٧٧). وقال: رجاله رجال الصحيح غير هاشم بن البريد، وهو ثقة.

(١) في (ش): فدخل.
(٢) في (ش): لم.
(٣) قوله: «كثَّرت»، أي: جعلت أعداءنا كثيرين بانضمامك لهم يوم صفين.

لا طاعةَ لمخلوقٍ في معصيةِ اللَّهِ تعالى؟ قال: بَلَى، ولكنِّي كُنتُ أسرُدُ الصَّومَ على عَهْدِ رسولِ اللَّهِ ﷺ فشَكَاني أبي إلى رسولِ اللَّهِ ﷺ فقالَ: يا رسولَ اللَّهِ! إنَّ عبدَ اللَّهِ بنَ عَمرٍو يَصومُ النهارَ ويقومُ الليلَ، قال: «صُم وأفطِرْ، وكُلْ ونَمْ، فإنِّي أنا أصلِّي وأنامُ، وأصومُ وأفطر»، قالَ لِي: «يا عبدَ اللَّهِ أطِعْ أبَاكَ»، فخرجَ يومَ صِفِّين وخرجتُ مَعَهُ. قُلتُ: رجَالُهُ كُوفِيُونَ، كلُّهم منسوبونَ إلى التَّشيُّعِ، ولكنَّهم ثقاتٌ فِي الحديثِ، لم يُتَّهم واحدٌ منهم بكذِبٍ.

جزاكم الله خيرا

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته